ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی دعوتی و تبلیغی خدمات

Services of Umm al-Momineen Hadhrat Khadija al-Kubra to Preach Islam

Shamsa Noreen
Associate Professor of Islamiat, Govt Associate College for women Gujar Khan:shamsanoreen1967@gmail.com

Abstract

Ḥazrat Khadija-tul-kabra(may Allah be Pleased with her) was the first wife of the Holy Prophet Ḥazrat Muḥammadﷺ. She was well known among the people of her tribe for her great character, virtuousness and generosity. Infact,she was a person of deep insight and deliberation. Her practical sagacity was perfect. This can be understood by her choice of the Holy Prophet Ḥazrat Muḥammadﷺ asher husband amongst various wealthy businessman suitors. When the messenger of Allah declared His Prophethood, she became the first Muslim to believe in her husband without any hesitation. She encouraged the Holy Prophet Ḥazrat Muḥammadﷺ with consoling and encouraging words. During the prophethood mission, she offered her moral, physical, social and financial support to spread the message of Islām. She used to preach the doctrines of Islām at her home as well. When the Holy Prophet Ḥazrat Muḥammadﷺ and his followers were suffering from hardships and economic problems, she bequeathed all her wealth at her husband's disposal for the propagation of Islām and to support the poors, widows, orphans and handicapped people of Makkah. Indeed from 1st revelation in the cave of "Hira" till the painful bycott in Shaib-e-Abi Tālib, she proved herself as true Companion and loyal supporter of the Holy Prophet Ḥazrat Muḥammadﷺ. As a wife, she always stood by her husband in fulfilling the challenging mission of guiding the people towards the path of Allah. Whenever Holy Prophet Ḥazrat Muḥammadﷺ was downhearted. She inspired Him with fresh hope and renewed courage. Unfortunately, her peerless sacrifices for preachiging Islām could not be exposed and accentuated thoroughly. In this article an effort has been made to highlight her Pivotal role in preaching the message of Islām.

Keywords: Khadija, Services, Islam, Preach, Wife of Last Prophet

دینی و ملی خدمات میں اسلام کی ترغیب واشاعت اور دعوۃ و تبلیغ سب سے اہم خدمت ہے۔ تبلیغ کسی قوم اور فرد کی مادی وروحانی زندگی کے لیے آبِ حیات کا درجہ رکھتی ہے۔ امت محمد یہ کو اسی تبلیغی مشن کی وجہ سے خیر الامت کے لقب سے نوازا گیا۔ امتِ محمدیہ کے افراد میں چونکہ مرد بھی شامل ہیں اور عورتیں بھی اس لیے تبلیغ اسلام اور دعوتِ دین کا مقدس فریضہ جس طرح مومن مردوں کو سونپا گیا ہے اسی طرح مومن عورتوں پر بھی یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے۔ قرآن حکیم میں ارشادِ خداندی ہے:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ[1]

"اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، وہ بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔"

یعنی اسلام نے تبلیغ دین کی ذمہ داری دونوں صنفوں یعنی صفِ قوی اور صفِ نازک پر اس لیے عائد کی ہے تاکہ معاشرتی اصلاح کا فریضہ بطریق احسن انجام دیا جاسکے، افراد کی تربیت فضائل اخلاق پر ہو اور معاشرتی جرائم اور برائیوں کا خاتمہ ہو۔ اگر ان معاشرتی برائیوں کا تدارک نہ کیا جائے تو یہ انفرادی برائیاں بڑھ کر اجتماعی شر کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ اس لیے حدیث مبارکہ میں منکرات کو روکنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

فرمانِ مصطفی ﷺ ہے:

مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ , فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ , وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ[2]

"تم میں سے جو آدمی برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے۔ پس اگر اس کی استطاعت نہیں رکھتا تو اپنی زبان سے (بدل دے) اور اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو دل سے (بُرا جانے) اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔"

---

[1] ۔سورۃ التوبہ 9: 71

Sorat al Toba,9:71

[2] ۔مسلم، ابو الحسن بن الحجاج بن مسلم القشیری، امام، "المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ ﷺ" (بیروت: دار الجیل، س-ن)، کتاب الایمان، باب: بیان کَوْنِ النَّھْیِ عَنِ الْمُنْکَرِ مِنَ الْاِیْمَانِ۔۔۔۔ ص: 76

Muslim, Abu al Ḥasan bin al Ḥajjāj bin Muslim al Qushairī,Imām, al Musnad al Ṣaḥiḥ al Mukhtaṣar bi Naql al A'dal a'n al A'dal ila Rasool allah s.w,(Beirūt, Dār al Jail, N Y),Kitāb ul Imān,P:76

گویا قرآن پاک اور حدیث مبارکہ کی رو سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا مطالبہ جس طرح مردوں سے کیا گیا ہے اسی طرح خواتین پر بھی یہ فریضہ عائد کیا گیا ہے کیونکہ اصلاح نفس یا امت محمدیہ کی اصلاح کی فکر مندی صرف مردوں کا فریضہ نہیں۔ مردوں کی طرح عورتیں بھی اس عملِ خیر اور اصلاحی تحریک میں پوری طرح شریک ہیں۔

عہدِ رسالت کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تبلیغی مساعی کے ساتھ ساتھ ازواجِ مطہرات اور صحابیات طیبّات رضی اللہ عنہا نے اشاعتِ اسلام اور مدافعت دین کا مقدس فریضہ نہایت جانفشانی اور جذبۂ ایمانی سے سرانجام دیا۔ انہوں نے نہ صرف دین کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا بلکہ اشاعتِ دین کے لیے مالی قربانیاں بھی دیں۔ جیسا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے نکاح کے بعد اشاعت اسلام کے لیے اپنی تمام دولت لٹا دی۔

بعض محققین اور مؤرخین تعدد ازواج کی حکمت و مصلحت بھی اشاعتِ اسلام ہی قرار دیتے ہیں۔ معروف فرانسیسی محقق ڈاکٹر گستاؤلی بان اپنی تصنیف (Civilization de Arabs) میں "تعدد ازواج" پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "مورخین یورپ کی نظروں میں تعدد ازواج گویا عمارتِ اسلامی کی بنیاد کا پتھر اور اشاعتِ دین کا بڑا سبب ہے۔"[3]
>
> اس حکمت (کثرت ازواج) کا تذکرہ علامہ آلوسی نے ان الفاظ میں فرمایا:
>
> لتکثره النسآء حكمة دينية جليلة ايضا وهى نشر الا حكام الشرعيه لا تكاد تعلم الا بواسطتهن[4]
>
> "رسول اللہ ﷺ کی کثرت ازواج میں ایک عظیم دینی حکمت یہ بھی ہے کہ اس سے ان احکام شرعیہ کی اشاعت ہوئی جو خواتین کے بغیر نہیں ہوسکتی تھی۔"

---

[3]۔ عبد المعبود، محمد مولانا، ''سیرت امہات المومنین''، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س-ن)، ص:35

Abdul Ma'bod,Muḥammad Mualānā, Serat Umhāt ul Momineen,(Lahore: Maktaba Reḥmānia,Y N),P:35

[4]۔ آلوسی، شہاب الدین محمود بن عبد اللہ، ''روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی'' (م-ن-س-ن)، ج:23، ص:64۔

Alosī, Shihāb al Deen Meḥmood bin Abdullah, Rooḥ al Ma'ānī fi Tafsir al Qur'ān al A'zeem wa al Sab'a al Mathānī,(YN),V:23,P:64

ازواجِ رسول اللہ ﷺ کی حثیت امہات المومنین بالفاظ دیگر معلمات المسلمین کی ہے۔ان کی یہ ذمہ داری تھی کہ وہ پیغمبر ﷺ کے قریب رہ کر جو کچھ سیکھیں ان کو بقیہ لوگوں تک پہنچائیں۔

سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی پہلی اہلیہ محترمہ تھیں جنہوں نے نزول وحی سے لے کر شعب ابی طالب تک بلکہ تبلیغ کے تمام کٹھن مراحل میں ایک بہترین ساتھی اور غمگسار دوست کی طرح اپنی تمام دولت آپ ﷺ کے قدموں پر نچھاور کر دی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ابتدائی حالات

مومنوں کی پہلی عظیم المرتبت ماں، اوّلین مومنہ، اسلام کی خاتونِ اوّل سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا وہ عظیم ہستی ہیں جن کو محمد مصطفی ﷺ کی پہلی زوجہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔آپ رضی اللہ عنہا عام الفیل سے پندرہ سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔آپ رضی اللہ عنہا کا نام "خدیجہ "لقب "طاہرہ "اور کنیت "امِ ہند" تھی۔رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکاح سے قبل آپ رضی اللہ عنہا کے دو نکاح ہو چکے تھے۔

چونکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قسمت میں جناب سید المرسلین ﷺ کی زوجہ اور پہلی ام المومنین بننے کی سعادت خداوند کریم نے لکھی تھی لہٰذا ویسے ہی اسباب پیدا فرما دیئے یعنی ان کے دو نکاح ہوئے مگر دونوں خاوند زندہ نہ رہے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا شروع ہی سے بہترین صفات کی حامل تھیں ذہانت و فطانت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں عفت و عصمت کی صفاتِ جمیلہ سے نوازا ہوا تھا۔اپنے پاکیزہ کردار وعادات کی وجہ سے پورے معاشرے میں "طاہرہ "کے لقب سے مشہور ہوئیں۔

"الاصابۃ"میں مذکور ہے:

كانت تدعى قبل البعثة الطاهرة[5]

"وہ بعثت سے قبل طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں"

دوسرے خاوند کی وفات کے بعد قریش کے بڑے بڑے سرداروں نے آپ رضی اللہ عنہا کو پیغام نکاح دیا مگر آپ رضی اللہ عنہا نے سب کو رد کر دیا۔"تمام رؤسائے مکہ کو چھوڑ کر آنحضرت ﷺ کی طرف مائل ہونا آپ رضی اللہ عنہا کی طہارت و نزہت کی روشن دلیل ہے اور اسی سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فہم و فراست کا

---

[5]۔ابن حجر،احمد بن علی العسقلانی،" الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ"،(بیروت،دار الجیل،1412ھ،ط:اوّل)،ج:2،ص:600
Ibne Ḥajar, Aḥmad bin Alī al Asqalānī, Al Asabat fī Tamiz al Ṣaḥāba,(Beirūt,Dār al Jail,1412, Ṭaba Awal),V:2,P:600

اندازہ ہو سکتا ہے۔ پیغمبر کی زوجیت کی خواہش اور تمنا کرنا معمولی عقل کا کام نہیں انتہائی دور بین اور دور اندیش عقل ایسی تمنا پر آمادہ کر سکتی ہے۔[6]

طبقات ابن سعد میں ہے:

> كانت خديجة بنت خويلد بن اسد بن عبدالعزى بن قصى امراة حازمة جلدة شريفة مع ما اراداللّٰه بها من الكرامة و الخير و هى يو مئذ اوسط قريش نسبا و اعظمهم شر فا و اكثرهم مالا و كل قومها كان حريصا على نكا حها لو قدر على ذلك قد طلبو ها و بذلوالها الا موال فأ رسلتنى دسيسا الى محمد بعد ان رجع فى غير ها من الشام۔۔۔[7]

> "سیدہ خدیجہ بنت خویلد ایک نہایت سمجھ دار اور شریف عورت تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہا کو وافر مال و دولت سے نوازا ہوا تھا۔ شرف و عظمت کے لحاظ سے ایک خاص مقام کی حامل تھیں۔ لہٰذا ہر شخص ان سے نکاح کا خواہاں تھا لیکن قضاو قدر کی نظر انتخاب کسی اور پر پڑ چکی تھی۔ ایک روایت کے مطابق نفسیہ بنت منبہؓ کے بیان کے مطابق جب آپ ﷺ نے ان کی تجارت کا سفر کیا اور وافر مقدار میں نفع لے کر لوٹے تو وہ آپ ﷺ میں رغبت کرنے لگیں اور مجھے ایک ایلچی خاتون کے طور پر آپ ﷺ کی طرف بھیجا۔ میں نے آپ ﷺ سے کہا: آپ ﷺ کس وجہ سے شادی نہیں کر رہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: فی الحال میں نادار ہوں" صاحب جمال اور صاحبِ مال خاتون مل جائے تو کیا رائے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا" وہ کون ہے؟" میں نے کہا" خدیجہ تو آپ ﷺ نے حامی بھر لی۔"

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے والد اور دوسرے شوہر کی وفات کے بعد تجارت کی خود نگرانی کرتی تھیں اور امانت دار افراد کے ذریعے تجارتی مال کی خرید و فروخت کے لیے ملک شام و یمن میں مال تجارت بھجواتی تھیں۔

"اسد الغابۃ " میں ہے:

---

[6]۔ محمد ادریس، کاندھلوی، علامہ، سیرۃ المصطفےٰ ﷺ، (کراچی: الطاف اینڈ سنز) ج:3، ص:286

Muḥammad Idrees, Kāndlvī,Allāma, Serat al Muṣṭafa S.W,(Karāchī: Alṭāf and Sons,V:3,P:286

[7]۔ ابن سعد، ابو عبداللہ محمد البصری الزھری، ''الطبقا تالکبریٰ''، (بیروت، دار صادر، س۔ن) ج،1، ص:131۔

Ibne Sa’d, Abu Abdullah Muḥammad al Baṣrī al Zohrī, Al Ṭabaqāt al Kubra,(Beirūt,Dār Ṣādir, YN),V:1,P:131

کانت خدیجۃ امراۃ تاجرۃ ذات شرف و مال، تستاجر الرجال فی مالھا۔[8]

"خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک تجارت پیشہ اور معزز خاتون تھیں وہ اپنے مال تجارت کی خرید و فروخت کے لیے مردوں کو اجرت پر رکھ لیتی تھیں"

اسی مضاربت کے اصول پر آنحضرت ﷺ نے بھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تجارتی معاہدہ کیا اور ان کے مال سے نفع کمایا۔

آپ ﷺ نے واپسی پر تمام مال تجارت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کیا۔ اس مرتبہ آپ ﷺ کی برکت سے سیدہ کو اس قدر نفع ہوا کہ اس سے پہلے کبھی اتنا نفع نہ ہوا تھا۔ اس سفرِ تجارت سے واپسی پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ نے سفر میں جو کچھ دیکھا تھا اس کو بیان کیا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یہ تمام حالات و واقعات اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل سے جا کر بیان کیے۔ ورقہ نے کہا: "اے خدیجہ! اگر یہ واقعات سچے اور صحیح ہیں تو پھر یقیناً محمد ﷺ اس امت کے نبی ہیں۔"

ان واقعات کو سن کر سیدہ رضی اللہ عنہا کے دل میں آپ ﷺ سے نکاح کا شوق پیدا ہوا۔ حضور اکرم ﷺ سے نکاح کا خواہشمند ہونا کوئی معمولی عقل کی بات نہ تھی۔ اصل وجہ یہ تھی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ کے نبی آخر الزمان ہونے کی شہادتیں مل چکی تھیں۔ اسفارِ تجارت کے واقعات کے علاوہ ورقہ بن نوفل کی پیشین گوئی کے ساتھ ساتھ ایک اور واقعہ پیش آیا۔ مکہ کی عورتیں جاہلیت کی ایک عید کے موقع پر جمع تھیں ان میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں اتنے میں ایک شخص نے آکر باآواز بلند پکارا:

"یا نساء مکۃ انہ سیکون فی بلد کن نبی یقال لہ احمد فمن استطاع منکن ان تکون زوجۃ لہ فلتفعل فحصبتہ النساء الا خدیجۃ فاغضت علی قولہ رواہ المدائنی عن ابن عباس"[9]

"اے عورتو! تمھارے شہر میں عنقریب ایک نبی ظاہر ہوگا جس کا نام احمد ہوگا۔ جو عورت تم میں سے اس کی بیوی بن سکے تو وہ اس کو ضرور کر گزرے۔ سب عورتوں نے اس ندا

[8] ۔ابن اثیر، "عزالدین ابوالحسن علی بن محمد، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، (دار الکتب العلمیۃ بیروت س۔ن) ج:1ص:1338
Ibne Athir, I’zu al deen Abu al Ḥasan Alī bin Muḥammad,Asad al Ghāba fī Ma’rifat ًal Ṣaḥāba,(Dār al Kutab al I’lmia,Beirūt, Y N),V:1,:P:1338

[9] ۔محمد ادریس، کاندھلوی، سیرت المصطفٰی، ج:3، ص:284
Muḥammad Idrees, Kāndlvī, Serat al Muṣṭafa S.W,V:3,P:284

دینے والے کے سنگریزے مارے مگر حضرت خدیجہ نے کوئی سنگریزہ نہیں مارا بلکہ سن کر خاموش ہو گئیں۔"

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک زیرک، عقلمند اور مدبّر خاتون تھیں۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ میں علامات نبوت کی نشاندہی کے لیے ورقہ بن نوفل سے کئی انفرادی ملاقاتیں بھی کیں۔

ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے ایسی پیشین گوئیوں کے علاوہ خواب میں بھی عظیم خوشخبریاں دیکھیں جن کی تعبیر ورقہ بن نوفل نے یہ بتائی کہ تم جلد ہی پیغمبر اسلام سے شادی کرو گی۔

اب ان کو یقین ہو گیا کہ انہیں کوئی بڑی سعادت ملنے والی ہے گویا وہ حضور اکرم ﷺ سے شادی سے قبل آپ ﷺ کی بعثت پر ایمان لا چکی تھیں اور اس انتظار میں تھیں کہ کب اپنے خواب کی تعبیر کو پہنچیں گی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سب کچھ سوچ سمجھ کر اپنی طرف سے آپ ﷺ کو پیغام نکاح دینے میں پہل کی اور روسائے مکہ کی آرزؤں کو خاک میں ملا دیا" بھلا جس مبارک خاتون نے دنیا کے ٹھکرانے کا عزم بالجزم کر لیا ہو تو وہ ابناء دنیا کو کہاں نظر میں لا سکتی ہے جب مال ہی سے کوئی علاقہ نہیں رہا تو پھر اس کے فرزندوں سے کیا علاقہ کسی شریف اور رئیس کی ثروت اس خاتون کو اپنی طرف کب مائل کر سکتی ہے کہ جو اپنی ہی دولت کو خدا کی راہ میں لٹانے کو تیار بیٹھی ہو۔"

آپ ﷺ نے اپنے شفیق چچا ابو طالب کے مشورہ سے اس پیام کو قبول کیا اور تاریخ معین پر شادی کی رسم ادا ہوئی۔ نکاح کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس برس اور آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک 25 سال تھی۔

آپ ﷺ کی تمام اولاد سوائے حضرت ابراہیم کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہوئی۔

اشاعتِ اسلام میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا کردار

حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا عفت و عصمت اور طہارت و تقدس کے پردوں میں لپٹی ہوئی وہ مبارک اور عظیم خاتون تھیں جنہیں رسول اللہ ﷺ پر سب سے پہلی ایمان لانے والی، سب سے پہلی نبوت کی تصدیق کرنے والی اور سب سے پہلے وحی الٰہی سننے والی اور نماز ادا کرنے والی خاتون ہونے کا شرف حاصل ہے۔

اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور اس کے فروغ میں ان پاک و طاہرہ بی بی نے ہر قدم پر محبوب کبریا حضرت محمد ﷺ کا ساتھ دیا اور اشاعتِ اسلام کے صلہ میں ملنے والی تمام مصیبتوں اور تکالیف کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پورے صبر و سکون سے برداشت کیا۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں دولت دنیا اور دولتِ عقل سے نوازا تھا اور آپ رضی اللہ عنہا نے مدافعتِ دین اور اشاعتِ اسلام کے لیے ان کا احسن طریقے سے استعمال کر کے دین کے ننھے اور نازک پودے کی آبیاری کی۔ یہاں تک کہ یہ ایک تناور درخت بن گیا اور اسے قیامت کے لیے حیات مل گئی۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور بعثتِ نبوی

حضور نبی کریم ﷺ کی زوجیت میں آتے ہی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنا سارا مال و متاع اور بے حساب دولت پیغمبرِ خدا کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔ اس سے مصطفی کریم ﷺ کو فکرِ معاش سے نجات مل گئی۔ اور اب محمد مصطفے ﷺ تھے اور عبادت خداوندی۔

جوں جوں آپ ﷺ کی عمر مبارک 40 سال کے قریب پہنچ رہی تھی یعنی بعثتِ نبوی کا وقت قریب آرہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دل میں تنہائی اور خلوت نشینی کا شوق پیدا فرما دیا چنانچہ آنحضرت ﷺ کو تنہائی اور خلوت نشینی سب سے زیادہ عزیز ہو گئی۔

آپ ﷺ عبادت و ریاضت کے لیے کئی کئی راتیں غارِ حراء میں خلوت نشینی میں گزارتے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے لیے کھانے کا سامان تیار کر دیا کرتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کبھی بھی آپ ﷺ کی خلوت گزینی اور عبادتِ الٰہی پر اعتراض نہیں کرتی تھیں اور نہ ہی عام عورتوں کی طرح آپ ﷺ کو اپنی گھریلو زندگی کی مصروفیات میں الجھاتی تھیں۔ بلکہ جب بھی حضور ﷺ کوہِ حراء کی جانب جاتے تو آپ رضی اللہ عنہا خدا حافظ کہتیں اور دیر تک آپ ﷺ کی راہ دیکھتی رہتیں۔ جب آپ ﷺ کے پاس کھانے پینے کا سامان ختم ہو جاتا تو آپ ﷺ گھر تشریف لاتے اور سامان خورد و نوش لے کر واپس تشریف لے جاتے۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ سیدہ خود آپ ﷺ کو کھانا پہنچانے جایا کرتی تھیں۔

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک 40 سال ہو گئی تو آپ ﷺ کو نبوت و رسالت کا اعزاز عطا ہوا۔ صحیح بخاری باب بدء الوحی میں یہ قصہ اس طرح مذکور ہے؟

"آپ ﷺ حسبِ معمول ایک روز غارِ حراء میں تشریف فرما تھے کہ ایک فرشتہ (جبرئیل علیہ السلام) غارِ حراء میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کو سلام کیا اور پھر کہا "اقرأ" پڑھیے"

حضور اکرام ﷺ نے فرمایا:

مَا أَنَا بِقَارِئٍ

"میں پڑھ نہیں سکتا"

قال فاخذنی فغطنی حتیّ، بلغ منی الجهد ثم أرسلنی فقال اقرأ

"آپ ﷺ نے فرمایا: "پس اس نے زور سے دبایا کہ میری مشقت کی انتہا نہ رہی پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا: "پڑھ۔"

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَا أَنَا بَقَارِئ

"میں پڑھ نہیں سکتا"

فاخذنی فغطنی الثانية حتی بلغ منی الجهد ثم أرسلنی فقال اقرأ۔

"پھر اس نے زور سے دوسری مرتبہ دبایا کہ میری مشقت کی انتہا نہ رہی پھر مجھے چھوڑا اور کہا "پڑھیے۔"

فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئ

"پھر میں نے کہا میں پڑھ نہیں سکتا۔"

قال فاخذنی فغطنی الثالثة ثم أرسلنی فقال اقرأ باسم ربّک الّذی خلق، خلق الا نسان من علق۰ اقرأ و ربک الا کرم۔۔الخ[10]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "پس تیسری مرتبہ پکڑ کر دبایا پھر چھوڑ کر کہا: پڑھ اس خدا کے نام کے ساتھ جو خالق ہے کائنات کا۔ جس نے آدمی کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ تیرا ربّ بڑا کریم ہے۔

جب حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے رب کا حکم سنا تو آپ ﷺ کی زبان پر بھی یہی کلمے جاری ہوگئے۔

فرجع بها رسول الله ﷺ یر جف فؤاده فدخل علی خديجة بنت خويلد فقال زملونی زملونی فزملوه حتی ذهب عنه الروع فقال لخديجه و اخبرها الخبر لقد خشيت علی نفسی۔[11]

"بعد ازاں آنحضرت ﷺ گھر تشریف لائے تو جلال الٰہی سے لبریز تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے چادر اوڑھا دو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حکم کی تعمیل کی جب ہیبت اور پریشانی کچھ

---

[10] ۔بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، "الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ" (بیروت: دار ابن کثیر، الیمامۃ 1407ھ/1987ء، ط: الثالثۃ) کتاب الایمان، باب: کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā’il,Imām, al Jām’e al Ṣaḥiḥ al Musnad al Mukhtaṣar min amor Rasool Allah S.W wa Sunanhi wa Ayamhi,(Beirūt,Dār Ibne Kathir al Yamāmat 1407/1987,Ṭaba al Thāltha), Kitāb ul Imān

[11] ۔ایضاً

Ibid

کم ہوئی تو پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تمام واقعہ بیان کیا اور فرمایا: کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میری جان نہ نکل جائے:

چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نہ صرف اپنی چادرِ عصمت سے آنحضور ﷺ کا جسم مبارک ڈھانپ دیا بلکہ یہ کہہ کر آپ ﷺ کی گھبراہٹ دور کی۔

کلا واللہ: (ہر گز نہیں اللہ کی قسم!)

مایخذیک اللہ ابدا: (اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں ہونے دیں گے)۔

انک لتصل الرحم: (آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں)

وتعمل الکل: (اور لوگوں کا بوجھ اٹھانے والے ہیں)

و تکسب المعدوم: (اور جس کے پاس کچھ نہیں ان کو کما کر دینے والے ہیں۔)

وتقریٔ الضیف: (اور مہمان نوازی کرنے والے ہیں۔)

و تعین علی نوائب الحق[12]: (اور نیک کاموں میں آپ دوسروں کی مدد کرنے والے ہیں۔)

اے محبوب ﷺ! چونکہ آپ ﷺ کے اندر یہ اچھے اخلاق ہیں اس لیے اللہ ربّ العزت آپ کو ہر گز ضائع نہیں ہونے دیں گے۔

ابن حجر عسقلانی نے محرم رازِ نبوّت حضرت خدیجۃ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے مذکورہ بالا الفاظ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

مایدل علی قوۃ یقینھا ووفور عقلھاوصحۃعزمھالا جرم کانتأفضل نسائہ علی الراجع[13]

"یہ الفاظ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قوت یقین، کثرتِ عقل اور ارادے کی درستگی و صحت پر دلالت کرتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ عورتوں میں سب سے افضل تھیں۔"

---

[12] ۔ایضاً

Ibid

[13] ۔ابن حجر، احمد بن علی العسقلانی، '' فتح الباری شرح صحیح البخاری (بیروت: دار المعرفۃ ,1379ھ)''ج:1،7ص:134،

Ibne Ḥajar,Aḥmad bin Alī Asqalānī, Fataḥ al bārī Sharaḥ Ṣaḥiḥ al Bukhārī ,(Beirūt, Dār al Ma'rifa,1379),V:1,7,P:134

فقالت أبشر يا ابن عم واثبت ، فوالذي نفس خديجة بيده إني لأرجو أن تكون نبي هذه الأمة[14]

"سیدہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو تسلی دی اور کہا: اے میرے چچا کے فرزند آپ ﷺ کو مبارک ہو۔ثابت قدمی اختیار فرمایئے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں خدیجہ کی جان ہے، میں قوی امید رکھتی ہوں کہ آپ ﷺ اس امّت کے نبی ہوں گے۔"

فقالت أ بشرِ فوالله لا یفعل الله بک الا خیرا فا قبل الذی جاءک من الله فا نه حق و ابشر فانک رسول الله حقا[15]

"ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا! "مبارک ہو اور آپ ﷺ کو بشارت ہو! بخدا! اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ سوائے خیر اور بھلائی کے کچھ نہ کرے گا۔جو منصب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے پاس آیا ہے اسے قبول کیجئے۔وہ بلاشبہ حق ہے اور آپ ﷺ کو خوشخبری ہو کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول برحق ہیں۔"

حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے ان تسلّی آمیز الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ دعوت سے قبل ہی اسلام لا چکی تھیں۔بعدازاں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر گئیں جو کہ آپ رضی اللہ عنہا کے چچازاد بھائی تھے اور تورات اور انجیل کے بہت بڑے عالم تھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

یا ابن عم اسمع من ابن اخیک فقال له و رقة یا ابن اخی ماذا تری فاخبرﮨرسول الله ﷺ خبر ماراى فقال له ورقة هذاالناموس الذینزّل الله علی موسیٰ یلتینی فیها جذعا یٰلیتنی اکون حیا اذ یخر جک قومک فقال رسول الله ﷺ و مخرجی هم قال نعم لم یات رجل قط بمثل ماجئت به الا عودی و ان یدرکنی یومک انصرک نصرامؤزراً ثم لم ینشب وورقة ان توفی وفتر الوحی۔ [16]

---

[14]۔ابن ہشام،ابو محمد عبدالملک،السیرۃ النبویۃ،(س۔ن۔م۔ن)ج:1،ص۔237
Ibne Hishām,Abu Muḥammad Abdulmalik, Al Siarat al Nabowa,(Y N)V:1,P:237

[15]۔ابن حجر،العسقلانی،"فتح الباری شرح صحیح البخاری"،ج:12،ص:359
Ibne Ḥajar,Al Asqalānī, Fataḥ al Bārī Sharaḥ Ṣaḥiḥ Bukhārī,V:12,P:359

[16]۔البخاری،الجامع الصحیح"،کتاب الایمان،باب: کیف کان بدءالوحی الٰی رسول اللہ ﷺ

"حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے چچازاد بھائی! اپنے بھتیجے (آنحضرت ﷺ) کی باتیں سنو بولے ابن الاخ! تم نے کیا دیکھا؟ آنحضرت ﷺ نے واقعہ کی کیفیت بیان کی تو کہا یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰؑ پر اترا تھا، کاش مجھ میں اس وقت قوت ہوتی اور زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو شہر بدر کر دے گی۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے جواب دیا ہاں۔ جو کچھ آپ پر نازل ہوا جب کسی پر نازل ہوتا ہے تو دنیا اس کی دشمن ہو جاتی ہے اور اگر میں اس وقت زندہ رہا تو آپ کی ضرور مدد کروں گا۔ اس کے بعد ورقہ کا بہت جلد انتقال ہو گیا اور وحی کچھ دنوں کے لیے رک گئی۔"

"سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا حضور نبی کریم ﷺ کو کبھی ورقہ بن نوفل کے پاس لے جانا اور کبھی عداس کے پاس جانا اور آپ ﷺ کا حال بیان کرنا اس سے کسی شک و تردد کا ازالہ اور یقین کا حصول نہ تھا بلکہ خود حضور ﷺ کی تسلی و تشفّی مقصود تھی کہ نزولِ وحی کی وجہ سے جو آپ ﷺ پر ایک خاص خشیت اور دہشت طاری ہے وہ سکون میں تبدیل ہو جائے چونکہ سیدہ نے غیبی کرامتیں اور خوارق دیکھ کر سرکار دوعالم ﷺ سے نکاح کیا تھا اور اس امید پر کیا تھا کہ جس آخری نبی کی بشارتیں اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے بار بار سنی تھیں ان کا مصداق حضور ﷺ ہوں گے۔۔۔ سیدہ فقط آپ ﷺ کی پریشانی اور حزن و ملال سے پریشان تھیں ورنہ اپنے دل میں بے انتہا شاداں و فرحاں تھیں کہ آپ وہی پیغمبر ہیں جن کی شہادت گزشتہ کتابوں میں ہے۔[17]

آنحضرت ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والی ہستی:

ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے نہ صرف نبوت کی تصدیق کی بلکہ مومنہ اوّل ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔

تاریخی شواہد بتاتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا پہلا مذہب بھی بت پرست نہ تھا۔ سیدہ اپنے خاندانی بزرگوں کی طرح اصنام پرستی سے نفرت کرتی تھیں اور اسے خلاف عقل و فطرت سمجھتی تھیں۔

"ایک بار سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند ابوہالہ نے ان کے مذہبی عقائد معلوم کرنے کے لیے پوچھا۔

Al Bukhārī, Al Jām’e al Ṣaḥiḥ, Kitāb al Imān, bab kaifa kana badolwahyī ila Rasool Allah S.W

17۔ محمود احمد ظفر، حکیم، ’’پیغمبر اسلام اور اہلِ بیت‘‘، (لاہور: عمیر پریس، 2016ء)، ص:88۔

Meḥmood Aḥmad Zafar, Ḥakeem, The Holy Prophit of Islām and Ahle Bait,(Lahore, U’mair Press 2016),P:88

خدیجہ ! خدا کے بارے میں تم کیا خیال رکھتی ہو ؟"

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"میں اس کی تفصیل تو نہیں جانتی، صرف یہ جانتی ہوں کہ دنیا کا خالق و مالک ایک ہے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا خلاف عقل ہے"۔[18]

"مسند احمد" میں ہے کہ نبوت سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے ایک روز سیدہ سے فرمایا:

أی خدیجة واللہ لا اعبد اللا ت و العزیٰ واللہ لا اعبدأ بدا قال فتقول خدیجة خل اللات خل العزیٰ[19]

"بخدا! میں کبھی لات و عزیٰ کی پرستش نہیں کروں گا اے خدیجہ۔

سیدہ نے جواب دیا، لات کو جانے دیجئے، عزیٰ کو جانے دیجئے، (یعنی ان کا ذکر بھی نہ کیجئے) یہ لات عزیٰ سے سیدہ کی بیزاری کا اظہار تھا۔ ان واقعات سے واضح ہوتا ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا قبل از اسلام بھی موحدہ اور صحیح العقیدہ تھیں اور شرک و گمراہی سے متنفّر تھیں۔

یہ اس پاکیزگیٔ قلب کا نتیجہ تھا کہ جو نہی رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نبوت کی صدا بلند ہوئی تو سب سے پہلے سیدہ طاہرہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں جنھوں نے آپ ﷺ کی آواز پر لبیک کہا۔

اسد الغابہ" میں مذکور ہے:

واوّل خلق اللہ أسلم باجماع المسلمین لم یتقد مھارجل ولا امرأۃ[20]

"سیدہ خدیجہ تمام مسلمانوں کے اجماع کی رو سے اللہ تعالی کی مخلوق میں حضور ﷺ پر ایمان لانے میں سب سے اوّل ہیں۔ آپ سے پہلے نہ کوئی مرد اسلام لایا اور نہ کوئی عورت"

"الاستیعاب" میں ہے:

وھی اول من اٰمن باللہ عزوجل و رسولہ ﷺ وھذا قول قتادہ والزھری۔[21]

---

[18]۔ منصور احمد، بٹ، " امھات المومنین "(صابر پرنٹرز، نومبر2004ء)، ص:20

Manṣoor Aḥmad But, Umahāt al Momineen,(Ṣābir Printer, Nov 2014)P:20

[19]۔ احمد بن حنبل، امام، "المسند"، (القاھرۃ: موسسۃ قرطبۃ، س۔ن) ج۔4، ص:222۔

Aḥmad Bin Ḥamnbal,Imām, al Musnad,(AL Qāhira, Moasisat Qurṭaba,Y N),V:4,P:222

[20]۔ ابن اثیر، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ"، ج:1، ص:1337۔

Ibne Athir Asad al Ghāba fi Ma’rifat al Ṣaḥāba,V:1,P:1337

[21]۔ ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ بن محمد "الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب"، (بیروت: دار الجیل، 1992ء)، ج:2، ص:87

اور وہ (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا) اللہ عزو جل اور اس کے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والوں میں سب سے اوّل ہیں یہ قتادہ اور زھری کا قول ہے۔

حافظ ابن قیمؒ نے لکھاہے کہ:

وھی فضیلة لا تعرف لا مرأة سواھا[22]

"یہ ایک ایسی فضیلت ہے جو آپ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی اور عورت کو میسر نہیں ہوئی۔

علامہ ابن کثیر اپنی کتاب "البدایہ والنھایہ" میں رقمطراز ہیں:

"آزاد مردوں میں سب سے پہلے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، عورتوں میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا، غلاموں میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور بچوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایمان لائے۔"[23]

الغرض تمام محدثین اور سیرت نگاروں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جس پاکیزہ ہستی نے سب سے پہلے دعوتِ اسلام کو قبول کرنے کا شرف حاصل کیا، سب سے پہلے اپنے جسم پر ایمان کی خلعت کو پہنا اور اپنے سر پر عرفان وایقان کا تاج سجایا، وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ فقط ایمان لانے میں ہی سبقت نہیں لی بلکہ ہر لحاظ سے سبقت لے گئیں جیساکہ ذیل کی عبارت مین بیان ہے:

كان أول من آمن با لنبى ﷺ من النساء، بل أول من آمن به على الا طلاق السيدة خديجة رضى الله عنها فكانت أول من استمع الى الوحى الا لٰهي من فم الرسول الكريم ﷺ وكانت أول من تلا القرآن بعد أن سمعته من صوت الرسول العظيم ﷺ، و كانت أول من تعلم الصلوٰة عن رسول الله ﷺ فبيتها هو أول وحى نزل به جبريل على قلب المصطفىٰ الكريم ﷺ بعد

Ibne Abdulbar, Yusaf bin Abdullah bin Muḥammad, Al Isti'āb fi Ma'rifat al Aṣḥāb,(Beirūt, Dār al Jail,1992),V:2,P:87

22۔ ابن قیم، محمد بن ابی بکر ایوب الزرعی، علامہ، ''زاد المعاد فی ھدی خیر العباد'' (بیروت، الکویت: مؤسسۃ الرسالۃ، مکتبۃ المنار الاسلامیہ، ط: الرابعۃ عشر 1407ھ/1986ء) ج:۱، ص:102

Ibne Qayam, Muḥammad bin Abi Bakar Ayub al Zur'I,Allāma,Zād al Ma'ād fi Huda Khair al I'bād,(Beirūt, al Kawait, Moasisat al Risālat, Maktaba al Minār al Islāmia,Ṭaba al Rābi'a A'shra 1407/1986),V:1,P:102

23۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، ابوالفداء ''البدایہ والنھایہ، (داراحیاء التراث العربی، م۔ن، 1408ھ، ط: اوّل) ج:3، ص:25

Ibne Kathir, Ismāi'l bin Umar, Abu al Fida, Al Bidāya wa al Nihāya,(Dār Ahyā al Turāth al A'rbī,1408,Ṭaba Awal),V:3,P:25

غارِ حراء و قد جاء فی الأ خبار حدیث تعلیم الرسول ﷺ زوجه خدیجة رضی الله عنها الوضوء والصلاۃ[24]

"سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ پہلی مومنہ تھیں جو عورتوں میں سب سے پہلے نبی کریم ﷺ پر ایمان لائیں بلکہ وہ مطلقاً پہلی مومنہ تھیں، آپ رضی اللہ عنہا وہ خاتون ہیں جنھوں نے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے منہ سے وحی الٰہی سنی اور رسول اکرم ﷺ کی آواز سے قرآن سننے کے بعد قرآن کی تلاوت کرنے والی اوّل قاریہ ہیں آپ رضی اللہ عنہا کا گھر وہ مبارک گھر ہے جہاں غارِ حراء کے بعد جبرائیل نے قلب مصطفی ﷺ پر وحی نازل کی۔ اسکے علاوہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو وضو اور نماز سکھانے کی حدیثیں بھی کتب میں موجود ہیں۔

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی قوت ایمان اور جذبہ عرفانی کے قربان جایئے کہ آپ بلا حیل و حجت اور بغیر تنقید و تنقیح کے ایمان لے آئیں اور فوراً اسلام قبول کر کے حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق و توثیق کر دی۔

علمائے امت کا اس امر پر اجماع ہے کہ تقدّم فی الاسلام کے لحاظ سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو تمام صحابہ کرامؓ پر فضیلت حاصل ہے۔

آپ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا مسلمانوں میں جہاں پہلی کلمہ گو خاتون ہیں وہاں سب سے پہلے آنحضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کا شرف بھی آپ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے۔

ابن سعد کا بیان ہے:

مکث رسول الله و خدیجة یصلیان سرًا ماشاء الله[25]

"آپ ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ نے ایک عرصہ تک خفیہ طور پر نماز پڑھی"

24۔ علی، محمد الصلابی، "(مؤلف) السیرۃ النبویۃ عرض وقائع، و تحلیل احداث" (م۔ن، س۔ن) ج1، ص:118

Alī, Muḥammad al Ṣalābī, Moalif al Siar al nabowa A’raz wa Qā’I,wa Teḥlil Aḥdāth,(YN) V:1,P:118

25۔ ابن سعد، "الطبقات الکبریٰ" ج:8، ص:10

Ibne Sa’d, Al Ṭabaqāt al Kubra,V:8,P:10

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دعوتی سرگرمیاں/دعوتی منہج اور غمگساریٔ رسول ﷺ

پیغمبر اسلام کی سب سے بہترین زوجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو کہ پہلی مومنہ ہونے کے ساتھ ساتھ اہل ایمان کی ماں بھی ہیں وہ عابدہ وزاہدہ خاتون وحی و نبوّت کی احادیث کی راوی بھی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا پیغمبرِ اعظم حضرت محمد ﷺ کی بہترین مونس و غمخوار اور قوی ترین مددگار تھیں۔

سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے نہ صرف دعوتِ حق کو قبول کیا بلکہ دوسروں کو بھی اس سعادت عظمیٰ سے بہرہ مند فرمانے کی ہمیشہ سعی کی۔

ابو محمد ثناء اللہ سعد: اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں؛

"حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس دعوتِ حق کو قبول کیا اور اپنی چاروں بیٹیوں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور چھوٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا پھر اس نیک ماں نے اپنی بچیوں سے کہا: "اللہ تعالیٰ نے تمھارے والد کو اسلام دے کر بھیجا ہے اور انہیں حکم دیا ہے کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دیں۔ پس ہم پر لازم ہے کہ ہم سب حضور ﷺ کی تصدیق کرنے والی اور ان پر ایمان لانے والی بن جائیں اور ہم اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ چاروں صاحبزادیاں حضور ﷺ پر ایمان لے آئیں۔"[26]

اس کے علاوہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی چونکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تربیت یافتہ تھے ان سب کو انہوں نے کلمہ پڑھایا۔

"ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پوشیدہ طور پر اپنی خاص رشتہ دار، عزیز اور محبوب خواتین کو اسلام کی دعوت دیتی تھیں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا کی مساعیٔ حسنہ بار آور اور نتیجہ خیز ثابت ہوئیں اور خفیہ تبلیغ سے بھی کئی خوش نصیب عورتوں نے دین اسلام قبول کیا۔"[27]

اشاعتِ اسلام کے لیے یہ عظیم خاتون پیغمبر خدا کے ساتھ ہر طرح کی تکالیف برداشت کرتی رہیں اور ہر گام پر کلمۂ حق کی سربلندی کے لیے حضور اکرم ﷺ کے ہم رکاب رہیں۔

---

[26]۔ ابو محمد، ثناءاللہ سعد مؤلف'' ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا''،(لاہور: اسد پرنٹرز، س۔ن) ص:230

Abu Muḥammad, Thanāullah Sa'd Moalif, Uml al Momineen Sayeda Khudaija al Kubra R.H,(Lahore,Asad Printers,Y N),P:230

[27]۔ منصور احمد، بٹ،'' امہات المومنین''، ص:46

Manṣoor Aḥmad, But, Umahāt al Momineen,P:46

"سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے نہ صرف نبوّت کی تصدیق کی بلکہ آغازِ اسلام میں آپ ﷺ کی بہت بڑی معین و مددگار تھیں۔ سرکارِ کائنات ﷺ کو چند سال تک کفارِ مکہ اذیت دیتے ہوئے ہچکچاتے تھے ان میں بڑی حد تک سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اثر کام کر رہا تھا کیونکہ ایک متموّل گھرانے سے تعلق رکھنے کی وجہ سے سیدہ کا مکہ میں بہت اثر ورسوخ تھا۔"[28]

دعوتِ اسلام کے سلسلہ میں سرورِ کونین ﷺ کو کفارِ مکہ کی جانب سے طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی جائیں۔ اس پر آشوب دور میں یہی غمگسارِ نبوت آپ ﷺ کو تسلّی و تشفّی دیتی تھیں۔

علامہ ابن عبدالبر نے لکھا ہے:

فکان لا یسمع من المشرکین شیئا یکرمه من رد علیه و تکذیب له الا فرج الله عنه بها تثبته و تصدقه و تخفف عنه و تهون علیه ما یلقی من قومه[29]

"آپ ﷺ کو مشرکین کی تردید یا تکذیب سے جو کچھ صدمہ بھی پہنچتا وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آکر دور ہو جاتا تھا کیونکہ وہ آپ ﷺ کی باتوں کی تصدیق کرتی تھیں اور مشرکین کے معاملے کو آپ ﷺ کے سامنے ہلکا کر کے پیش کرتی تھیں۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی جانثاری اور دلجوئی کا اعتراف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قال لا و الله ما أبد لنی الله خیر منها أمنت بی اذکفر الناس و صد قتنی اذ کذبنی الناس وواستنیی فی مالها اذ حرمنی الناس و رز قنیی الله منها أُولادا اذ حرمنی اولا دالنساء:[30]

"فرمایا: خدا کی قسم! مجھے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اچھی بیوی نہیں ملی، وہ ایمان لائیں جب سب لوگ کافر تھے۔ اس نے میری تصدیق کی جب سب نے مجھے جھٹلایا، اس نے اپنا مال مجھ پر قربان

---

[28]۔ محمود احمد ظفر، حکیم، ''پیغمبر اسلام اور اہل بیت'' ص:90

Meḥmood Aḥmad Zafar,Ḥakeem, The Holy Prophit s.w and Ahle Bait,P:90

[29]۔ ابن عبدالبر، '' الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب''، ج:1، ص:587

Ibne Abdulbar, Al Isti'āb fi Ma'rifat al Aṣḥāb,V:1,P:587

[30]۔ ایضاً، ص:589

Ibid,P:589

کر دیا جب دوسروں نے مجھے محروم رکھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اسکے بطن سے اولاد دی جبکہ اور عورتوں سے میں اولاد سے محروم رہا"

ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو ہر مرحلہ پر تسلی و تشفّی دینے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ وہ جب بھی نبی کریم ﷺ کو مغموم و مضطرب دیکھتیں تو آپ ﷺ کی ڈھارس بندھاتیں اور اس طرح سے دلجوئی کرتیں کہ آپ ﷺ پھر سے تازہ دم ہو کر تبلیغ دین کے کام میں مصروف ہو جاتے۔

تذکارِ صحابیات: کا مصنّف لکھتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"میں جب کفار سے کوئی بات سنتا تھا اور مجھے ناگوار معلوم ہوتی تھی تو میں خدیجہ رضی اللہ عنہ سے کہتا تھا۔ وہ اس طرح میری ڈھارس بندھاتیں کہ میرے دل کو تسکین ہو جاتی اور کوئی رنج ایسا نہ تھا جو خدیجہ کی باتوں سے آسان اور ہلکا نہ ہو جاتا تھا"۔[31]

عالمِ نسواں کا فخر خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تبلیغ دین اور اشاعتِ اسلام کے ابتدائی دور میں پیغمبرِ خدا کا دست و بازو بنی رہیں۔

علامہ بدر الدین العینی لکھتے ہیں:

أن زوجته خديجة كانت عوناله على تبليغ أمرالله عزوجل[32]

"آپ ﷺ کی زوجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اللہ عزوجل کے احکام کی تبلیغ کے سلسلے میں آپ ﷺ کی مددگار تھیں۔"

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس وقت پیغمبر اسلام کا ساتھ دیا جب دشمنی کی آندھیاں چل رہی تھیں اور تحریک نبوّت کو ہر طرح سے تقویت پہنچائی۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ یوں رقمطراز ہیں:

---

[31]۔ طالب الہاشمی، ''تذکارِ صحابیات'' (جے کے آفسیٹ پرنٹرس دہلی 6، ط: اول 2000ء) ص:34

Ṭālib al Hāshmī, Tazkār e Ṣaḥābiyāt ,(J K Officet Printers Dehlī 6,Ṭaba awal 2000),P:34

[32]۔ بدر الدین العینی، الحنیفی، ''عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری'' (م۔ن۔ تاریخ التعدیل 19 ربیع الاول 1467ھ) باب: بدءالوحی، جزء: 1، ص: 167

Badar ul Deen al A'ini,al ḥunaifī, U'madat al Qārī Sharaḥ Ṣaḥiḥ al Bukhārī,(Tārikh al Ta'deel 19 Rabiul Awal1467),Bab Badulwaḥyī,Juz:1,P:167

لأن خديجة نفعته فى أول الا سلام نفعالم يقم غير ها فيه مقامها فكانت خيراله من هذا الوجه لكونها نفعته وقت الحاجة[33]

"حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اوائل اسلام میں وقتِ حاجت نفع پہنچایا اس میں کوئی دوسرا ان کے مقام و مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ بوقت حاجت نفع اندوزی کے سبب وہ مقام خیر پر فائز ہوئیں۔"

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے مال و دولت سے خدا پرستی و حق پرستی کی رمق رکھنے والے غلاموں کو آزاد کر کے خادم اسلام بنانے کی کوششوں کے ساتھ ساتھ دوسری تبلیغی مساعی سے غافل نہ ہوئیں۔ یہ بھی اسلام کی دعوت کا ایک انداز ہے چنانچہ یہ آپ رضی اللہ عنہا کی دعوت اسلام ہی ہے کہ ہمیں تاریخ اسلام میں اسماء بنت ابی بکر ام الفضل، حضرت عمر کی بہن، اسماء بنت عمیس جیسی قابل قدر خواتین اسلام کے نام نظر آتے ہیں جو آپ رضی اللہ عنہا کی کوششوں سے مسلمان ہوئیں۔

منصور احمد بٹ: اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں کہ :

"رسول اللہ ﷺ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا کام باہر کرتے تھے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے احکامات سناتے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا یہ فرائض گھر میں سر انجام دیتی تھیں اور مستورات میں تبلیغ فرماتی تھیں۔ رب کریم کی طرف سے جس قدر قرآن مجید نازل ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا عورتوں کو اس کی تعلیم دیتی تھیں۔ ان کو نماز، روزہ کے طریقہ سکھاتی تھیں اور اسلامی مسائل سے ان کو آگاہ کرتی تھیں۔ بعض اوقات صحابہ کرام رضی اللہ عنھم بھی آپ رضی اللہ عنہا سے استفادہ کرتے تھے اور احکام و مسائل پوچھنے کے لیے آپ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔"[34]

---

[33]۔ابن تیمیہ، شیخ الاسلام، :''منہاج السنۃ النبویۃ''(موسسۃ قرطبۃ، ط:اول، س۔ن)ج:4،ص:193

Ibne Taimia, Shaikh ul Islām, Minhāj al Sunnat al Nabwiat,(Moasisat Qurṭaba,Ṭaba awal, Y N),V:4,P:193

[34]۔ منصور احمد، بٹ، ''امہات المومنین''، ص:54- 55

Manṣoor Aḥmad, But, Umahāt al Momineen,P:54-55

تبلیغ دین کے کٹھن مراحل میں سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی رفاقت قدم قدم پر رسول اللہ ﷺ کے لیے سہارا بنی۔ آپ رضی اللہ عنہا نہایت عقلمند اور زیرک خاتون تھیں۔ نبی کریم ﷺ کی سچی مشیرِ کار تھیں۔ اسلام کی ترویج و ترقی کے لیے آپ ﷺ کو مفید مشورے دیتی تھیں۔

"اسد الغابۃ" میں مذکور ہے کہ:

وكانت خديجة وزيرة صدق على الا سلام و كان يسكن اليها[35]

"حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اسلام کے متعلق آنحضرت ﷺ کی سچی مشیر کار تھیں اور رسول اللہ ﷺ کو انہی کی (مدد حمایت) کی وجہ سے سکون ملتا تھا۔"

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کی حقیقی غمخوار، باوفا شریک حیات، دوست اور ہمدم تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا ان کے دکھ درد بٹاتیں اور اضطراب و بے چینی کو دور کرتیں۔ یہ عظیم خاتون دشمنانِ اسلام کے خلاف نبیٔ رحمت ﷺ کے لیے ڈھال ثابت ہوئیں جیسا کہ ذیل کی عبارت میں بیان ہے کہ:

وأماخديجة زوجة محمد ﷺ فهي أول امرأة في عصر تاريخ الدعوة سكبت عرقها و دمهاودموعها لنصرة هذا الا نسان العظيم۔[36]

"اور جہاں تک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا زوجہ محمد ﷺ کا تعلق ہے تو تاریخ دعوت میں پہلی خاتون تھیں جنھوں نے اس عظیم انسان کی نصرت کے لیے اپنا خون، پسینہ بہایا"

حضور اکرم ﷺ ابتدائے اسلام میں کفار و مشرکین کی طرف سے نازیبا کلمات سن کر رنجیدہ ہو جاتے۔ اس موقع پر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی آپ ﷺ کی بہترین رفیقہ و مونسہ ثابت ہوتیں۔ وہ آپ ﷺ کے پاس کو ان الفاظ سے دور کرتیں۔

"یارسول اللہ ﷺ! ناامید نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ضرور آپ ﷺ کی مدد کرے گا اور آپ ﷺ کو فتح و نصرت عطا فرمائے گا۔ آپ ﷺ استقلال سے فرضِ تبلیغ ادا فرماتے رہیے۔"[37]

---

[35]۔ ابن اثیر، '' اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ''، ج: 1، ص: ۱۳۴۔

Ibne Athir, Asad al Ghāba fi Ma'rifat al Ṣaḥāba,V:1,P:134

[36]۔ عائض بن عبد اللہ، القرنی (المؤلف)، '' دروس لشیخ عائض القرنی (س-ن-م-ن-) ج: 7، ص: 343

A'āid bin Abdullah , Al Qarnī,Al Moalif, Daroos Li Shaikh A'āid al Qarnī (YN),V:7,P:343

[37]۔ منصور احمد، بٹ، ''امہات المومنین''، ص46- 47

سیر الصحابیات کا مصنّف رقمطراز ہے کہ:

"ام المومنین حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی عظمت وفضیلت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جب فرض نبوّت ادا کرنا چاہا تو فضائے عالم سے ایک آواز بھی آپ ﷺ کی تائید میں نہ اٹھی۔ کوہ حرا، وادی عرفات، جبل فاران غرض تمام جزیرہ العرب آپ کی آواز پر ایک پیکر تصویر بنا ہوا تھا۔ لیکن اس عالمگیر خاموشی میں صرف ایک آواز تھی جو فضائے مکہ میں تموّج پیدا کر رہی تھی یہ آواز حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے قلب مبارک سے بلند ہوئی تھی جو اس ظلمت کدہ کفر وضلالت میں انوارِ الٰہی کا دوسرا تجلی گاہ تھا۔"[38]

یہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی بے مثل اور مدبرانہ شخصیت تھی جنہوں نے مصائب ومشکلات میں سید المرسلین حضرت محمد ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا اور آپ ﷺ کے حزن وملال کو اپنے شیریں الفاظ کے ذریعے اطمینان و سکون میں بدل دیتیں۔ سیدہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رشتہ ازواج میں منسلک ہونا بھی اسی منصب جلیلہ کی انجام دہی تھا جیسا کہ **السیرۃ النبویۃ** میں لکھا ہے کہ:

كان زواج الحبيب المصطفٰى من السيده خديجة بتقدير الله تعالىٰ، ولقد اختار الله سبحانهٔ و تعالىٰ،لنبيہ زوجہ تنا سبہ و توازره، و تخفف عنہ مايصيبيہ و تعينہ على ما حمل تكاليف الرسالة و تعيش هومہ۔[39]

"حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے رشتۂ ازواج تقدیرِ الٰہی سے ہوا، اور اللہ تعالٰی نے اپنے نبی کریم ﷺ کے لیے ان کا مددگار، ان کے مصائب وآلام کو ہلکا کرکے پیش کرنیوالی اور فریضہ رسالت کے عظیم مقصد کے لیے تکالیف میں معاونت کرنے والی زوجہ کا انتخاب کیا۔"

Manṣoor Aḥmad, But, Umahāt al Momineen,P:46-47

[38]۔سعید انصاری، ندوی، عبد السلام، ندوی، ''سیر الصحابیات مع اسوۂ صحابیات'' (احمد پرنٹنگ کارپوریشن، م،ن۔2000ء، ص:28

Sa'eed Anṣārī, Nadvī Abdul Salām,Nadvī, Mualānā, Siar al Ṣaḥābiyāt m'a Oswa Ṣaḥābiyāt,(Aḥmad Printing Corporation ,2000),P:28

[39]۔علی محمد الصلابی (المؤلف)، ''السیرۃ النبویۃ عرض وقائع وتحلیل احداث''، ج:1، ص:84

Alī Muḥammad al Ṣalābī al Moalif , Al Siar al Nabwia A'rdh wa Qāi'e wa Ṭeḥleel Aḥdāth,V:1,P:84

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کی انہی خدمات کے اعتراف میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔

خير نسا ئها مريم و خير نسائها خديجة[40]

"عالم میں افضل ترین عورتیں مریم اور خدیجہ ہیں۔"

سیدۃ النساء ملیکۃ العرب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد فقط دس سالہ زندگی پائی اور یہ دس سال کا عرصہ مشکلات و مصائب کا زمانہ تھا اس لیے انہیں روایت حدیث کا زیادہ موقع نہ ملا لیکن جس قدر روایات حدیث آپ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہیں وہ نہایت جامع، مستند اور اسلام کے مختلف اہم مسائل سے متعلق ہیں۔

"سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تبلیغی مساعی کا تذکرہ کرتے ہوئے **ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں کہ:"**

خدیجہ رضی اللہ عنہا بی بی کا کوشش کرتے رہنا کہ آپ ﷺ کا دل بڑھائیں، تقاضائے بشریت سے کوئی بات ہو تو اطمینان دلانا، حوصلہ افزائی کرنا، ایسے کئی واقعات کتب سیرت میں معروف ہیں۔ بی بی کا خود ایمان لانا اور اپنے گھر کے تمام لونڈی غلاموں میں اس کی اشاعت میں مدد دینا بھی قابل ذکر ہے۔ بی بی کا اپنے میکے کے خاندان پر بھی اثر پڑا ہوگا۔ مکے میں ایک اور عدا س تک اسلام کی تبلیغ کرنا بی بی کی طرف منسوب ہے۔"[41]

سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نہ صرف اہل اسلام کی مالی اعانت فرماتی رہیں بلکہ جب تک زندہ رہیں ان کی روحانیت کو بھی قوت بخشتی رہیں جس سے مسلمانوں کا جذبہ ایمانی مزید کامل و پختہ ہو جاتا۔ جب کوئی افواہ سنتیں کہ فلاں مسلمان مرتد ہو گیا ہے تو آپ رضی اللہ عنہا کبھی یقین نہ کرتیں اور اس قسم کی بے بنیاد خبریں سن کر آپ رضی اللہ عنہا اطلاع دینے والوں سے فرماتیں:

---

[40]۔ البخاری، ''الجامع الصحیح''، کتاب: فضائل الصحابۃ، باب، تزویج النبی ﷺ خدیجہ رضی اللہ عنہا

Al Bukhārī, Al Jām'e al Ṣaḥiḥ, Kitāb Fazāil al Ṣaḥāba, bab tazvij al nabī S.W Khidaija R.H

[41]۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، '' رسول اللہ ﷺ کی سیاسی زندگی'' (لاہور: المطبعۃ العربیۃ، 2008ء) ص:83

Muḥammad Ḥameed Ullah, Doctor, Rasool Allah S.W ki Siyāsī Zindgī,(Lahore, al Maṭba't al A'rbia,2008),P:83

"کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد جو شخص انکار کرتا ہے وہ مرتد تو ضرور ہو جاتا ہے لیکن جو شخص کفار کے نرغے میں پھنس کر اپنی جان بچانے کے لیے بہ امر مجبوری ایسا کرتا ہے وہ مرتد نہیں ہو سکتا۔"[42]

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اس قدر صادق الایمان اور کامل الایمان تھیں کہ اگر کسی کے مرتد ہونے کی خبر سنتیں اور اس خبر سے مسلمانوں کو اضطراب و بے چینی میں دیکھتیں تو اہل اسلام کی پریشانی دور کرنے کے لیے فرماتیں۔

"جو شخص اوپر دل سے مسلمان ہوا ہے اور ایمان میں کامل نہیں ہے۔اس کا دین سے پھر جانا قابل اعتناء نہیں ہے اسلئے کہ خدا کو ایسے کمزور ایمان کی ضرورت نہیں۔"[43]

الغرض اس قسم کی افواہوں اور باطل خبروں سے مسلمان اگر پریشان اور بد دل ہونے لگتے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ان کی بے چینی کو دور فرماتیں۔ دین اسلام کو کمزور نہ ہونے دیتیں اور ایسے ایمان افروز طریقہ سے افواہوں کی تردید کرتیں کہ مسلمانوں کا دل روحانیت کی روشنی سے منور ہو جاتا اور سکون و اطمینان سے بھر جاتا۔ گویا آپ رضی اللہ عنہا ہر مومن کو صادق العقیدہ شخص کے روپ میں دیکھنا چاہتی تھیں۔ وہ اپنے پر جلال اثر اور خداداد زیرکی و فہمیدگی سے مسلمانوں کے دلوں میں دینِ حق کی حقانیت کو نقش کر دیتیں جس سے اسلام کو بے انتہا فائدہ پہنچتا۔

"امہات المومنین فی مدرسۃ النبوۃ" کا مصنّف لکھتا ہے:

فقد كانت خديجة تلك السيدة العظيمة التى نا صرت النبوة و عاونت على رفع راية الا سلام، وجاهدت فى سبيل الدعوة الا سلامية۔ لم تخذ لزو جها يوما من الا يام، بل كانت الا ولىٰ فى كل شئ[44]

---

[42]۔ منصور احمد، بٹ، "امہات المومنین"، ص:54

Manṣoor Aḥmad, But, Umahāt al Momineen,P:54

[43]۔ ایضاً، ص:٦٨

Ibid,p:68

[44]۔ مصطفی الطحان، "امہات المومنین فی مدرسۃ النبوۃ"، (م۔ن، س۔ن)، ج:1، ص:26۔

Muṣṭafa al Ṭeḥān, Umahāt al Momineen fi madrasat al Nabowa,(YN),V:1,P:26

"وہ عظیم خاتون سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں جنھوں نے نبوّت کے سخت مراحل میں مدد کی، اسلام کا علم بلند کرنے میں معاونت کی، دعوتِ اسلامی کے راستے میں جدوجہد کی اپنے شوہر حضرت محمد ﷺ کو کبھی اکیلا نہ چھوڑا بلکہ ہر (کام) ہر چیز میں پیش پیش تھیں۔"

چونکہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہر گام پر کلمۂ حق کی سربلندی کے لیے حضور اکرم ﷺ کے ہم رکاب رہیں۔ صبر و استقامت سے کفار مکہ کے تمام مظالم کو برداشت کیا اور آپ ﷺ کی خدمت گزاری میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ اس صبر اور خدمتِ نبوی ﷺ کا اجر بارگاہِ الٰہی سے یہ ملا کہ خود رب العزّت کے سلام و پیغام آنے لگے۔

صحیح مسلم کی رویت ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: أَتَي جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، هَذِهِ خَدِيْجَةُ قَد أَتَتْکَ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيْهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ، فَإِذَا هِيَ أَتَتْکَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّهَا عَزَّ وَ جَلَّ وَمِنِّي، وَ بَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ[45].

"حضرت ابو زرعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت جبرائیلؑ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس برتن میں کھانے کی کوئی چیز لارہی ہے جب وہ آپ کے پاس آئے تو اسے اس کے ربّ کا اور میرا سلام پہنچا دیجئے اور انہیں جنّت میں ایسا گھر ملنے کی خوشخبری دیجئے جو موتی کا ہوگا اور جس میں شور و غل اور محنت و مشقت نہ ہوگی۔"

"حافظ ابنِ قیمؒ" نے لکھا ہے:

و هذه خاصة لا تعرف لا مرأة سواها[46]

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اسلام لانے سے پہلے بھی بت پرستی سے نفرت کرتی تھیں اور عبادت غیر اللہ کو عقل سلیم کے خلاف جانتی تھیں۔ جب دولتِ دین سے آراستہ ہوئیں تو جس طرح رسول اللہ ﷺ شرک و بدعت و

45۔ المسلم، "الجامع الصحیح" "کتاب الفضائل"، باب: فضائل خدیجہ ام المومنین،
Al Muslim. Al Jām’e al Ṣaḥiḥ, Kitāb al Fazāil, bab Fazāil Khudaija um al Momineen

46۔ ابن قیم، "زاد المعاد"، ج:1 ص:102

Ibne Qaim, Zād al Ma’ād,V:1,P:102

جہالت سے بیزاری کا اظہار فرماتے تھے اسی طرح یہ پاک طینت خاتون بھی تمام مشرکانہ اور جاہلیت کے رسوم و رواج کو حقارت کی نظر سے دیکھتی تھیں۔ چنانچہ جب یہ آیت مبارکہ

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۙوَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى [47]

نازل ہوئی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بت پرست مردوں عورتوں سے فرمایا کرتی تھیں کہ:

> اے مشرکو! اب تو مٹی اور پتھر کی مورتیوں کو پوجنے سے باز آؤ اور غور کرو کہ خدائے واحد تمھارے معبودان باطل کے متعلق کیا کہہ رہا ہے؟[48]

اوامر و نواہی کا مقدس فریضہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے دین کی مدافعت اور اس کی ترغیب میں جس خلوص اور عزم و استقلال کا مظاہرہ کیا تاریخ اسلام میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

دعوتِ اسلام کے ابتدائی دور میں اگر سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ میں تازگی اور آمادگی پیدا نہ کرتیں اور حضور ﷺ غمگیں اور مایوس ہو کر گھر بیٹھ جاتے تو فرضِ تبلیغ کیونکر ادا ہوتا؟ توحید و رسالت کا پیغام تمام دنیا تک کیسے پہنچتا۔

دولتِ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور تبلیغ اسلام

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ رفیقۂ رسول اللہ ﷺ ہیں جنھوں نے اپنے خزانے راہِ خدا میں لٹا دیئے۔ حضور پاک ﷺ سے شادی سے پہلے سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا عرب کی امیر ترین خاتون تھیں۔

تاریخ دانوں نے جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دولت کے تین مظاہر کو اس طرح بیان کیا ہے:

1۔ چار سو غلام اور کنیزیں جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھریلو اور تجارتی کاموں میں مصروف رہتے تھے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کس شان و شوکت سے زندگی گزار رہی تھیں۔

2۔ اسّی ہزار اونٹ تجارتی مال لے کر جزیرۃ العرب اور دوسرے ممالک مثلاً، مصر، حبشہ، روم اور شام وغیرہ کی طرف حرکت میں رہتے تھے۔

---

[47]۔ سورۃ النجم 53: 19 – 20

Sorat al Najam,53:19-20

[48]۔ منصور احمد، بٹ، ''امہات المومنین''، ص:68۔69

Manṣoor Aḥmad, But, Umahāt al Momineen,P:68-69

3۔ جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کا عالیشان محل جو ریشم اور حریر کے پردوں اور طنابوں سے مزین تھا وہاں جو مرد وزن آتے ان کی مہمان نوازی کی جاتی۔ غرباء و مساکین کی مالی امداد کی جاتی تھی۔ اس زمانے کے دوسرے دولت مند افراد یعنی ابو جہل، عقبہ بن ابی معیط اور ابو سفیان وغیرہ کی دولت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دولت کے مقابلے میں ناچیز تھی۔"[49]

سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم ﷺ کی زوجیت میں آنے کے بعد تمام مال و زر، درہم و دینار، تمام جائیداد منقولہ و غیر منقولہ، نوکر چاکر، غلام کنیزیں غرض ساری ملکیت بنام اسلام وقف کر دی اور حضور مرسلِ اعظم ﷺ کو اختیار کلّی دے دیا کہ آپ ﷺ جس چیز کو جس طرح چاہیں بلا روک ٹوک خرچ کریں۔[50]

یہ حقیقت ہے کہ دنیا میں کسی بھی ہمہ گیر تحریک کو کامیابی سے چلانے کے لیے تائید الٰہی کے ساتھ ساتھ بے پناہ مادی وسائل بھی درکار ہوتے ہیں۔ چونکہ تحریکِ اسلامی کی مالی پشت پناہی کے لیے اللہ ربّ العزّت نے سیدۃ النساء حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے خزانوں کو چنا تھا تو انہوں نے بھی تمام مال و دولت راہِ اسلام میں خرچ کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے نام ہبہ کر کے یہ اطمینان حاصل کر لیا کہ اپنی عظیم جدوجہد میں وہ مالی تفکّرات سے بے نیاز ہو گئے ہیں۔

آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مالی اعانت کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں:

وا شر کتنی فی مالها حین حرمنی الناس۔[51]

"اور انہوں نے اپنے مال میں مجھے شریک کیا جس وقت اور لوگوں نے مجھے محروم کیا"

---

[49]۔ اشتہاروی، محمد محمدی، علامہ (مؤلف)، ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ''، علی شیر نقوی (مترجم) (لاہور، ادارہ منہاج الصالحین'' 2008ء، ط: سوم)، ص: 44- 45

Ishtihārvī, Muḥammad Muḥammadī, Allama Moalif, Um al Momineen Sayeda Khudaija al Kubra, Alī Sheer Naqvī,(Mutarjam),(Lahore, idāra Minhāj al Ṣāliḥeen,2008,Ṭaba Som),P:44-45

[50]۔ کرار حسین، ''ملیکۃ العرب ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا''، (کراچی: رحمۃ اللہ بک ایجنسی، س۔ن) ص: 254

Karār Ḥussain, Sayed, Mulaika tul A'rab Um al Momineen Ḥazrat Khudaija al Kubra R.H,(Karāchī, Rehmat Ullah Book Agency ,Y N),P:254

[51]۔ ابن عبد البر، علامہ، ''الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب''، ج: 2، ص: 89

Ibne Abdulbar, Allāma, Al Isti'āb fi Ma'rifa al Aṣḥāb,V:2,P:89

ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا چونکہ صاحبِ ثروت تھیں اس لیے اکثر لوگ ان سے نکاح کے خواہش مند تھے لیکن جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت محمد ﷺ کی زوجیت میں آ گئیں تو وہ کہنے لگے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک غیر غنی سے نکاح کر بیٹھیں۔اس خبر کے سننے پر خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرے پاس جو کچھ ہے وہ سب محمد مصطفی ﷺ کو دیئے دیتی ہوں پھر تو آپ ﷺ سب سے زیادہ مالدار ہو جائیں گے۔اسی واقعہ کی طرف سورۃ "الضحیٰ" میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَ وَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى[52]

"اور تم کو نادار پایا اور پھر ہم نے (خدیجہ کے مال سے) تم کو مالدار کر دیا"

مولانا مفتی محمد شفیع اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

"آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے نادار اور بے زر پایا تو آپ ﷺ کو غنی اور مالدار کر دیا۔ جس کی ابتداء حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال میں بطور شرکت مضاربت کے تجارت کرنے سے ہوئی پھر وہ خود آپ ﷺ کے عقدِ نکاح میں آ کر ام المومنین ہوئیں تو ان کا سارا مال ہی آپ ﷺ کی خدمت کے لیے ہو گیا۔"[53]

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا یہی ایثار اور مالی قربانی اسلام کے استحکام کا سبب بنی۔اس معزز اور دور اندیش خاتون نے دینِ حق اور اس کو قبول کرنے والوں کے لیے اپنے خزانے لٹا دیئے اور ان کی اسی سخاوت و فیاضی نے دین اسلام کو وہ قوت اور ترقی بخشی کہ آج ساری دنیا میں اسلام کا نام اعلیٰ وارفع نظر آتا ہے۔

"حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بڑی فیاض، مخیر اور کریم النفس خاتون تھیں وہ آپ ﷺ کی رضاعی ماں (حلیمہ رضی اللہ عنہا) سے نہایت حسن سلوک روا رکھتیں جو اکثر اپنے پیارے رضاعی بیٹے سے ملنے مکہ آتی تھیں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا یتیموں، بیواؤں، شہر کے نادار افراد، غیر ملکی مسافر حاجت مندوں جو مکہ سے گزرتے تھے اور دوسرے مستحق افراد سے بھی مہربانی کا سلوک کرتیں۔"[54]

52۔الضحیٰ93: 8

Al Duha,93:8

53۔ محمد شفیع، مفتی مولانا، ''معارف القرآن''،(دہلی ''ایم ایس پرنٹرس، جنوری1985تا1993ء)ج:2،ص:648

Muḥammad Shafi'e, Muftī Mualānā, Mu'ārif al Qur'ān,(Dehlī, MS Printres, January 1985 to 1993), V:2P:648

54۔ محمد طفیل، ''نقوش رسول نمبر''،(لاہور:ادارہ فروغ اردو1982، شمارہ نمبر:130)ج:2،ص:648

سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اپنی تمام دولت و ثروت و مال و اسباب رسولِ خدا ﷺ کے قدموں پر نچھاور کر دیا تھا۔ اور پیغمبر عظیم، خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ نے بھی اس کا صحیح ترین مصرف کیا۔ پیغمبرِ خدا ﷺ نے دولتِ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو مقروضوں کا قرض ادا کرنے کے لیے، مسکینوں، بیواؤں، یتیموں، مسافروں اور مستحقین کے لیے خرچ کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے نو مسلموں کی کفالت اور تالیف قلوب کے لیے بھی مال و دولت خرچ کیا کیونکہ سب سے پہلے غریب لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ گویا آپ ﷺ نے تقریباً انہی مصارف پر خرچ کیا جو زکوٰۃ کے آٹھ مصارف قرآن میں بیان ہوئے ہیں،

محسنۂ اسلام سیدہ خدیجہ الکبریٰ نے اپنی تمام دولت تبلیغِ اسلام اور خدمتِ اہل اسلام کے لیے خرچ ہونے پر کبھی محرومیت کا احساس نہ کیا بلکہ ہمیشہ اپنی اور دوسرے افراد کی ہدایت (دائرہ اسلام میں داخل ہونے) کو اپنی دولت سے لاکھ درجہ بہتر سمجھتی تھیں۔ سیدہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی اس مالی قربانی کا تذکرہ رسولِ خدا ﷺ نے ان الفاظ میں کیا ہے:

مَا نَفَعَنِیْ مَالُ قَطُّ مِثْلَ مَا نَفَعَنِیْ مَا لُ خِد یْجَۃَ[55]

"جتنا فائدہ مالِ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مجھے پہنچایا، اتنا فائدہ مجھے کسی کے مال نے ہرگز نہیں پہنچایا"

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اشاعت و تبلیغ اسلام کے لیے راہِ خدا میں جتنا مال و زر خرچ کیا ہے اس کی مثال کسی بھی فیاض اور سخی کے حالات میں نہیں ملتی۔ اس عالی قدر خاتون نے اپنا تمام سرمایہ اور دولت و ثروت خوشنودیٔ خدا، رضائے رسول اللہ ﷺ، تبلیغ اسلام اور اعانتِ اہل اسلام کے لیے وقف کر دیا۔ اپنے خزانے فی سبیل اللہ خرچ کر کے خود فقر و فاقہ میں زندگی بسر کی۔ غریبوں، محتاجوں، یتیموں، مسکینوں، بھوکوں، ننگوں اور مسافروں، مصیبت زدوں کی امداد پر تمام مال لٹا دیا اور راضی برضا ہو کر بیٹھ گئیں۔

وہ محتاجوں کو زر و جواہر جھولیاں بھر بھر دیتیں مگر تسلّی نہ پاتیں۔ بھوکوں کا دن رات پیٹ بھرتیں لیکن چین نہ آتا اور یہی کہتی ہیں:

Muḥammad Ṭofail, Naqosh Rasool Number,(Lahore, Idāra faroogh urdu 1982, Shumāra Number:130),V:2,P:648

[55]۔ اشتہاروی، محمد محمدی، علامہ (مؤلف)، ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا علی شیر نقوی (مترجم) ص:44

Ishtihārvī, Muḥammad Muḥammadī, Allama Moalif, Um al Momineen Sayeda Khudaija al Kubra, Alī Sheer Naqvī,(Mutarjam),P:44

"مولائے کریم! مجھے زیادہ سے زیادہ عطا کرتا کہ تیری خوشنودی کے لیے تیری راہ میں زیادہ سے زیادہ دے سکوں۔"[56]

آپ رضی اللہ عنہا کی جانثاری، وفا شعاری اور فیاضی کا اعتراف صرف فرزندانِ اسلام کو ہی نہیں بلکہ اغیار بھی آپ رضی اللہ عنہا کی سخاوت اور اعانتِ دین کے صدقِ دل سے معترف ہیں۔

کونستانس جورجیو: اپنی کتاب میں آپ (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا) کی خدمت میں یوں ہدیہ عقیدت و تحسین پیش کرتا ہے:

"جس روز نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنے منصب نبوّت پر فائز ہونے کی اطلاع دی آپ اسی روز ایمان لے آئیں اور اسی دن سے اپنی دولت اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لیے خرچ کرنا شروع کر دی اور تادم واپسیں بڑی فیاضی سے اس روش پر قائم رہیں، جس روز آپ نے وفات پائی ان کے پاس کھجور کی گھٹلی میں سیاہ نشان کے برابر بھی سیم وزر نام کی کوئی چیز نہ تھی۔"[57]

طبعی فیاصی اور دریادلی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نمایاں وصف تھا۔ آپ رضی اللہ عنہانے دین حق اور اس کے حامیوں کے لیے اپنے خزانوں کے منہ کھول دیئے۔

"جب آپ رضی اللہ عنہا کو اطلاع ملتی کہ فلاں مسلمان تکلیف میں ہے تو ام المومنین فوراً اپنا مال اس کی تکلیف رفع کرنے کے لیے بے دریغ خرچ کرتیں۔ مسلمان غلاموں کو ان کے مشرک آقا ہوشر باسزائیں دیتے تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ان کو خرید کر آزاد کر دیتیں۔"[58]

حضور اکرم ﷺ کے ساتھ شادی سے قبل ام المومنین خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے لیے بیسیوں نوکر چاکر اور خادمائیں تھیں جو گھر کا کام کاج کرتی تھیں لیکن حضور اکرم ﷺ کے حبالۂ عقد میں آنے کے بعد تمام شان و شوکت سادگی اور فقر میں بدل گئی۔

---

[56]۔ منصور احمد، بٹ، ''امہات المومنین'' ص:56

Manṣoor Aḥmad, But, Umahāt al Momineen,P:56

[57]۔ ابو محمد ثناء اللہ، سعد (مؤلف)، ام المومنین سید خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، ص:156 بحوالہ نظرۃ جدیدۃ، ج:1 ص116۔

Abu Muḥammad Thanāullah,Sa'd Moalif. Um al Momineen Sayeda Khudaija al Kubra r.h P:156,bahwāla Nazrat Jadidat,V:1,P:116

[58]۔ منصور احمد بٹ، ''امہات المومنین''، ص:51

Manṣoor Aḥmad, But, Umahāt al Momineen,P:51

حضرت زید بن حارثہ سیدہ کے غلام تھے لیکن آپ رضی اللہ عنہا نے انہیں حضور ﷺ کو ہبہ کر دیا جیسا کہ **صفوۃ الصفوۃ** میں بیان ہے:

فاشتراہ حکیم بن حزام لعمتہ خدیجۃ بنت خویلد بأ ربعمائۃ درھم فلما تزوجھا رسول اللہ ﷺ و ھبتہ لہ۔[59]

"حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد کے لیے چار سو درہم میں خریدا تھا پھر رسول اللہ ﷺ سے شادی کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نے (زید بن حارثہ کو) نبی کریم ﷺ کو ہبہ کر دیا۔"

جب آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کی مالی حالت بہت پتلی ہو گئی تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے ایماء پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی کفالت میں لے لیا اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر چھ سال تھی اور وہ بالغ ہونے تک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں پرورش پاتے رہے۔

یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تربیت تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور دین اسلام نیز پیغمبرِ اسلام کے لیے عظیم قوت اور مددگار ثابت ہوئے۔

اس کے علاوہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سابقہ شوہروں سے جو اولاد تھی وہ بھی اسلام لائی اور صحابیت کے شرف سے سرفراز ہوئی۔ ان کی ابتدائی تربیت و پرورش اسی مبارک گھر میں ہوئی تھی جہاں سے اسلام کا نور چمکا جہاں پر وحیٔ الٰہیٰ نازل ہوئی اور پھر سب سے بڑھ کر اس پاک و مقدس خاتون کے زیرِ پرورش رہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دولت دنیا کو دولتِ دین پر قربان کر دیا۔ دینِ حق کی سربلندی کے لیے کفار کی ایذار سانیوں، توہین و تضحیک اور طرح طرح کے مصائب کو برداشت کیا اپنا گھر بار چھوڑ کر شعب بنی ہاشم کی گھاٹیوں میں رہنا پڑا۔ دانے دانے کو ترسنا پڑا۔ ننھی بچیوں کو بھوک سے تلملاتے ہوئے دیکھنا پڑا لیکن پیغمبر خدا کا ساتھ نہ چھوڑا۔

---

[59] ۔عبدالرحمٰن بن علی، بن محمد ابوالفرج، " صفۃ الصفوۃ" (بیروت: دار المعرفۃ 1979ء ط: دوم)، ج:1، ص:378
Abdulreḥman bin Alī bin Muḥammad Abu al Farj, Ṣufwat al Ṣufwat,(Beirūt,Dār al Ma’rifa,1979,Ṭaba dom),V:1,P:378

سیدۃ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی شعب بنو ہاشم میں تمام بنو ہاشم کے ساتھ محصور تھیں اور ہر وہ تکلیف برداشت کر رہی تھیں جو دوسرے محصورین کو دی جاتی تھی۔

اس تکلیف دہ گھڑی میں بھی سیدہ نے ایثار و فداکاری کی زریّن مثال قائم کی۔ وہ خود محصور تھیں لیکن دیگر محصورین کی دل کھول کر امداد فرماتی تھیں اس محاصرہ کے دوران جتنی نقدی رسول اللہ ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی اس سے وہ دوسروں کی بھوک مٹانے کی کوشش کرتے۔

مقرر السیرۃ میں لکھا ہے کہ:

> لم تترد د خديجة فى الخروج مع زوجها اِلى الشعب المحاصر و تحملت المشاق و المصاعب فى سبيل اِرضا ء الله ثم اِرضاء زوجها، و فضلت ضيق الحياة وخشو نتها بجانب زوجها على رغد العيش و طيب النعمة فنعم الزوج كانت ، و نعم النصير لدين الله عزوجل و لرسول الله ﷺ۔[60]

> "حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کے ساتھ شعب (بنو ہاشم) کے محاصرہ کی طرف جانے میں کوئی پس و پیش نہ کی اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور اپنے شوہر کی رضا کے لیے مشکلات و مصائب برداشت کیے اور اپنے شوہر کی خاطر تنگ دستی اور محنت و مشقت کو عیش نعمت پر آسائش زندگی پر ترجیح دی پس آپ رضی اللہ عنہا کتنی اچھی زوجہ اور اللہ کے دین اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی کتنی اچھی مددگار تھیں۔"

سیدہ خود بھوکی رہتیں لیکن کفار کے نرغے میں پھنسے ہوئے لوگون کو کھلا کر خوش ہوتیں۔ تین سال تک بنو ہاشم اس حصار میں رہے بھوک و پیاس کا یہ عالم تھا کہ لوگوں کو بھوک مٹانے کے لیے درختوں کے پتے اور سوکھا چمڑا کھانا پڑتا تھا تاہم اس مشکل وقت میں بھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہمدردانہ اور مشفقانہ شخصیت کی بدولت بلکہ ان کے اثر و رسوخ کی وجہ سے کبھی کبھی کھانا وغیرہ پہنچ جاتا تھا۔

ایک دن حکیم بن حزام اپنی پھوپھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لیے غلام کو ساتھ لے کر کچھ غلہ لے جا رہے تھے۔ جاتے ہوئے ابو جہل نے دیکھ لیا اور کہا:

أتذهب بالطعام الى بنى هاشم؟ والله لا تبرح انت و طعامک حتى افضحک بمكة

---

[60]۔ علی محمد جماز، محمد عبداللہ الانصاری، محمد ریاض المراکبی، مقرر السیرۃ للصف الثالث الاعدادی بقطر (م۔ن) ۲۰۰۳، ط: دوم) ج:۱، ص102

Alī Muḥammad Jamāz, Muḥammad Abdullah al Anṣārī, Muḥammad Riāz al Murākbī Moalifin Muqarar al Siarat liniṣaf al Thālith al A’dādī biqatar,(2003 Ṭaba dom),v:1,P:102

(کیا تم بنو ہاشم کے لیے غلہ لے جاتے ہو۔ میں تمھیں ہر گز غلہ نہ لے جانے دوں گا اور سب میں تم کو رسوا کروں گا۔)

اتفاق سے ابو البختری سامنے آگیا۔ واقعہ معلوم کر کے ابو جہل سے کہنے لگا:

طعام كان لعمته عنده بعثت اليه افمنعه أن يا تيها بطعا مها[61]

(ایک شخص اپنی پھوپھی کے لیے خورد و نوش کا سامان بھیجتا ہے تو تم اس میں رکاوٹ کیوں بنتے ہوں۔)

ابو جہل کو غصہ آگیا اور وہ سخت سست کہنے لگا۔ ابو البختری نے اونٹ کی ہڈی اٹھا کر اس زور سے ابو جہل کے سر پر ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا۔

بلا آخر 10 نبوی میں یعنی ہجرت سے تین سال قبل بنو ہاشم شعب سے باہر نکلے۔

ناز و نعم کی پروردہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی تمام جمع پونجی اس محاصرہ کے دوران خرچ ہو گئی۔

الغرض اس فنا فی اللہ، فنا فی الرسول اللہ ﷺ اور فنا فیالاسلام خاتون نے اپنا تمام مال و زر راہِ خدا میں خرچ کر کے جو فیاضی اور فدائیت دکھائی۔ از آدم تا این دم اس کی مثال کہیں ڈھونڈنے سے نہ ملے گی۔ ان کے انفاق فی الدین سے نہ صرف رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے مصائب و آلام کا خاتمہ ہوا بلکہ اسلام کو عظیم الشان طاقت نصیب ہوئی۔ خدا کا دین کفار و مشرکین کی مذعومہ تباہ کاریوں سے بچ نکلا۔ ان حالات میں یہ کہنا پڑتا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بدولت خدا کا دین بڑھا، پھلا پھولا، طاقتور بنا اور اطراف و اکناف عالم میں پہنچا۔[62]

شعب بنی ہاشم سے باہر نکلنے کے بعد جلد ہی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا رمضان 10 نبوی میں دار فانی سے دارِ باقی کی طرف انتقال فرما گئیں۔

وما تت زوجته خديجة التى كانت تُؤَ نّسه و كانت نعم المعين على دعوته

رسولِ خدا کی 25 سالہ رفاقت کے بعد تقریباً 65 سال کی عمر میں ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس دارِ فانی سے کوچ کیا۔ رسول اللہ ﷺ خود ان کی قبر میں اترے اور اپنی سب سے غمگسار زوجہ کو آغوشِ قبر میں رکھا۔ جنت المعلیٰ میں آپ رضی اللہ کی قبر مبارک ہے۔

61۔ ابن ہشام، ''السیرۃ النبویۃ'' ج:1، ص:352

Ibne Hishām, Al Siar al Nabowa,V:1,P:352

62۔ منصور احمد، بٹ، ''امہات المومنین'' ص:53

Manṣoor Aḥmad, But, Umahāt al Momineen,P:53

10 نبوی میں آپ ﷺ کے چچا ابو طالب بھی وفات پا گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو ان دونوں ہستیوں کے وصال کا اتنا غم تھا کہ اس سال کا نام ہی "عام الحزن" پڑ گیا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جیسی غمخوار، جانثار اور خدمت گزار رفیقہ حیات کی محبت اور فداکاریوں کو آپ ﷺ ہمیشہ یاد فرماتے رہے۔ جب مکہ فتح ہوا اور کفار مغلوب ہو گئے تو آپ ﷺ اکثر فرماتے تھے:

"آج خدیجہ رضی اللہ عنہا ہوتیں تو بہت خوش ہوتیں۔"

محبوب رب العالمین ﷺ کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے محبت کا یہ عالم تھا کہ انہیں اس قدر اچھے الفاظ سے یاد فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ذکر پر رشک کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنِّیْ قَدْ رُزِقْتُ حُبَّهَا [63]

"بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی محبت سے نوازا ہے۔"

بلا شبہ مومنہ اول اور ملکۂ بقا سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رسول اللہ ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ کی بڑی گراں قدر نعمت تھیں۔ وہ ایک چوتھائی صدی آپ ﷺ کی رفاقت میں رہیں۔ یہی دور تبلیغ اسلام میں شدید مشکلات کا دور بھی ہے۔ اس کٹھن دور میں سیدۃ النساء حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی شریک کار رہتیں اور جان و مال سے آپ ﷺ کی خیر خواہی و غمگساری کرتیں۔ ہر مشکل مرحلے پر نہایت شیریں و دانشمندانہ الفاظ کے ذریعے تکریم و توصیف کے انداز میں پیغمبر اعظم و آخر ﷺ کی دلجوئی فرمائیں۔ الغرض وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے لیے حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کا انتخاب قدرت نے اسی لیے کیا تھا کیونکہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے بغیر اسلامی اصول تو ہوتے مگر ان اصول و قوانین کی تبلیغ و دعوت ان کی معاونت کے بغیر مشکل تھی۔ پیغمبر اسلام تبلیغ کے لیے میدانِ عمل میں آ بھی جاتے لیکن ہمدرد و غمگسار اور معین و مددگار کوئی نہ ہوتا۔

---

[63] ۔صالح بن فوزان، بن عبداللہ، "مؤلفات الفوزان" (م۔ن، س۔ن) ج:1، ص:338
Ṣāliḥ bin Fouzān,bin Abdullah,Moalifāt al Fouzān,(Y N),V:1,P:338

ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پیغمبر اسلام کو مالِ کثیر کا مالک بنا کر فکرِ معاش سے آزاد کرنے کے علاوہ اپنی نصرت و حمایت اور کلمات تسلّی و تشفّی کے ذریعے تحریکِ محمدی اور تبلیغ اسلام میں تعاون و تقویت کا باعث بنیں۔

ہادیٔ برحق، نبیٔ رحمت حضرت محمد ﷺ کو نزولِ وحی سے لے کر شعب بنو ہاشم تک جس قدر تکالیف و مصائب اور دشمنی و عداوت کا سامنا کرنا پڑا ان سے تاریخ کے صفحات بھرے ہوئے ہیں لیکن اگر ان مشکل ترین حالات میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جیسی دانش مند، باہمت اور فیاض رفیقۂ حیات کا ساتھ نہ ہوتا تو سرورِ کونین ﷺ آسانی سے اپنے فرض کو تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب نہ ہوتے مسلمانوں کی مشکلات کا خاطر خواہ ازالہ نہ ہوتا۔
اللہ ربّ العزت نے صاحبہ ایمان و ایقان خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے دین قیّم کو تقویت و وسعت عطا فرمائی اور دین اسلام کو عالمگیر دین ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

نتائج بحث

تبلیغی مشن کو کامیابی سے چلانے کے لیے تائید الٰہی کے ساتھ ساتھ اہلِ خانہ خصوصاً بیوی کا تعاون و اشتراک بے حد ضروری تھا جیسا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضرت محمد مصطفی ﷺ کے مکی عہدِ نبوّت میں جو کہ مشکلات و مصائب کا دور تھا بھرپور ساتھ دیا خصوصاً شعب ابی طالب میں محصوری کے دوران اپنی دولت صرف کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے رشتہ داروں سے بھی مدد لی۔ تبلیغ اسلام کا کام مادی وسائل کی فراہمی کے ذریعے ہی ممکن ہو سکتا تھا۔ تحریکِ اسلامی کی مالی پشت پناہی کے لیے اللہ تعالیٰ نے چونکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے خزانوں کو چنا تھا۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے فکرِ معاش سے آزاد ہو کر دولتِ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو تالیفِ قلب اور غرباء و مساکین کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے صرف کیا۔

اشاعت دین کی راہ میں آنیوالے کٹھن مراحل کو غمگسار اہلیہ کی دلجوئی اور معاونت کے بغیر طے کرنا انتہائی مشکل تھا۔ ان حالات میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موروثی صفات اسلام کی نشر و اشاعت میں مددگار ثابت ہوئیں۔

سیدہ النساء حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نہ صرف اپنی بیٹیوں کو دائرۂ اسلام میں داخل کیا بلکہ تمام امت مسلمہ پر احسان کرتے ہوئے ظاہری و باطنی دونوں اعتبار سے ام المومنین ہونے کا پورا حق ادا کیا جسطرح ایک ماں اپنے بچوں کے لیے تمام مال لٹا دیتی ہے اسی طرح سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دعوتِ اسلام کے لیے اپنا سب کچھ

نثار کر دیا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نہ صرف تبلیغ دین کے لیے مالی معاونت کی بلکہ دوسروں کے لیے ابھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتی رہیں۔

سفارشات

دینِ اسلام کی تبلیغ واشاعت میں ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا کردار ان کے فنافی اللہ اور فنافی الرسول ہونے کا آئینہ دار ہے جسے بد قسمتی سے کماحقہ اجاگر نہیں کیا جاسکا۔ وہ مسلمۂ اوّل ہونے کے ساتھ ساتھ معلمہ اوّل بھی ہیں جنہوں نے اسلام کی حقیقی تعلیمات کا عملی نمونہ اپنے گھر میں پایا اور اس کی دل و جان سے پیروی کی ان کے ساتھ ساتھ دیگر ازواج مطہرات، بناتِ رسول اللہ ﷺ اور صحابیات کریمات کے تبلیغی کردار پر فرداً فرداً تحقیقی کام کی ضرورت ہے تاکہ عصرِ حاضر کی خواتین کے اندر بھی امر بالمعروفو نہیعنا لمنکر کا فریضہ ادا کرنے کا جذبہ اجاگر کیا جاسکے۔

تاکہ ان پاکیزہ خواتین کی زندگی کو عصرِ حاضر کی مسلم خواتین کے لیے ایک رول ماڈل کے طور پر پیش کیا جاسکے جس کی نتیجے میں وہ بھی غیر شرعی کاموں سے نہ صرف خود بچیں بلکہ اپنی اولاد، اپنے اہل خانہ اور دیگر افراد معاشرہ کو بھی منکرات سے روکیں۔

خواتین کو چاہیے کہ تبلیغ دین میں اپنے خاوند کا دست و بازو بنیں انہیں گھریلو ذمہ داروں سے آزاد کر کے خدمتِ دین کے لیے کامل یکسوئی فراہم کریں تاکہ وہ مکمل اخلاص اور اطمینان و سکون کے ساتھ دینِ حق کی اشاعت و تبلیغ کا مقدس فریضہ سرانجام دے سکیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.